مدینۃ المسیح

قادیان ۲۵ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش۔ کراچی سے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ۲۱ تاریخ کے خط میں لکھتے ہیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے حضور کے حرم اول کو دو روز سے دل کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ نیز سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بیگم خان محمد عبد اللہ خان صاحب کی طبیعت بھی تین روز سے سر درد اور حرارت کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

۲۳ تبلیغ کے خط میں لکھتے ہیں:۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے حضور کے اہلِ بیت اور دیگر خدام بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے دردِ نقرس میں پہلے سے بہت حد تک افاقہ ہے:۔

خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال سندھ سے اور مولوی عبد الرحیم صاحب نیّر و دیگر مبلغ ایبٹ آباد سے واپس آ گئے:۔

کل عبد الرحمٰن صاحب ابن قاضی اکمل صاحب کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے:۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حیاتِ طیبہ کے طلبگار زندگی وقف کریں

"اگر کوئی حیات چاہتا ہے۔ اور حیاتِ طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے۔ تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے۔ اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جائے۔ کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے۔ کہ کہہ سکے۔ کہ میری زندگی۔ میری موت۔ میری قربانیاں۔ میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم کی طرح اس کی روح بول اُٹھے۔ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا۔ خدا میں ہو کر نہیں مرتا۔ وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ تم دیکھتے ہو۔ کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو۔ کہ تم میں سے کتنے ہیں۔ جو میرے اس فعل کو خدا کے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں:۔

انسان اگر اللہ تعالےٰ کے لئے زندگی وقف نہیں کرتا تو یہ یاد رکھے۔ کہ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے جہنم کو پیدا کیا ہے۔" (الحکم جلد ۴ ص ۳۱ و ۳۲)

بُری صحبت کا اثر

"انسان کو ہلاک کرنے والی چیزوں میں سے ایک بدصحبت بھی ہے۔ دیکھو۔ ابوجہل خود تو ہلاک ہوا۔ مگر اور بھی بہت سے لوگوں کو لے مرا۔ جو اس کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے۔ اس کی صحبت اور مجلس میں بجز استہزاء اور ہنسی ٹھٹھے کے اور کوئی ذکر ہی نہ تھا۔ یہی کہتے تھے۔ اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ۔ میاں یہ دوکانداری ہے"

دشمنانِ دین کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے

"یاد رکھو۔ کہ اللہ تعالےٰ کی عادت اسی طرح پر ہے۔ کہ انجام خدا کے بندوں کا ہی ہوتا ہے۔ قتل کی سازشیں۔ کفر کے فتوے۔ مختلف قسم کی ایذائیں ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ اللہ تعالےٰ نے سچ فرمایا ہے یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ یہ شریر کافر اپنے مونہہ کی پھونکوں سے نور اللہ کو بجھانا چاہتے ہیں۔ اور اللہ اپنے نور کو کامل کرنے والا ہے۔ کافر بُرا مانتے رہیں۔ مونہہ کی پھونکیں کیا ہوتی ہیں؟ یہی کسی نے ٹھگ کہہ دیا۔ کسی نے دوکاندار اور کافر بے دین کہہ دیا۔ غرض یہ لوگ ایسی باتوں سے چاہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نور کو بجھا دیں۔ مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ نور اللہ کو بجھاتے بجھاتے خود ہی جل کر ذلیل ہو جاتے ہیں:۔

اللہ تعالےٰ کے لوگوں کے لشکر آسمان پر ہوتے ہیں۔ منکر اور موذی لوگ اُن کو دیکھ نہیں سکتے۔ اگر ان کو معلوم ہو جائے اور وہ ذرا سا بھی دیکھ پائیں۔ تو ہیبت سے ہلاک ہو جائیں مگر یہ لشکر نظر نہیں آ سکتا۔ جب تک انسان اللہ تعالےٰ کی چادر کے نیچے نہ آئے۔" (الحکم جلد ۴ ص ۳۰)

بٹالہ میں غیر احمدیوں کی منافرت انگیزی

اخبار الفضل ۲۲ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش میں ایک شذرہ مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری کے قلم سے شائع ہؤا ہے۔ جس میں ریلوے سٹیشن بٹالہ کے قریب کی ایک مسجد پر لکھے ہوئے اشتعال انگیز شعر کا ذکر کر کے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ ان چھچھوری حرکات سے احمدیت کا کچھ نہیں بگڑ سکتا۔

یہ درست اور بجا ہے۔ کہ ؎

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

مگر سوال یہ ہے کہ بٹالہ میں شرپسندوں کو حکام نے کھلی چھٹی کیوں دے رکھی ہے؟ اور ان کی شرارتوں کا انسداد کیوں نہیں کیا جاتا؟

بٹالہ شہر کے اندر ۹۵ فیصدی مسجدوں پر اس قسم کا بورڈ نظر آئے گا۔ کہ "یہ مسجد ہے۔ اس میں کسی مرزائی کو آنے کی اجازت نہیں ہے" ان لوگوں کے نزدیک گویا مسجد کی تعریف ہی یہ ہے۔ کہ اس میں عبادت کرنے سے لوگوں کو روکا جائے۔ یہاں کے اکثر قبرستانوں پر اس عبارت کے بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ "یہ قبرستان مسلمانوں کا ہے اس میں کسی مرزائی کو دفن کرنے کی اجازت نہیں ہے"

یہ سچ ہے کہ ایسے بورڈ لگانے سے نہ ہمیں حق عبادت سے روکا جا سکتا ہے اور نہ قبرستانوں کے متعلق ہمارے حقوق چھینے جا سکتے ہیں۔ مگر قابل غور امر یہ ہے کہ مقامی حکام اور افسران ضلع یہاں منافرت انگیزی کا انسداد کرنے کی کیوں ضرورت نہیں سمجھتے؟

یہ بورڈ اہل محلہ نہیں لگاتے بلکہ چند شرارتی ایسے بورڈ لکھوا کر جا بجا مسجدوں اور قبرستانوں پر لگاتے پھرتے ہیں۔

محلہ ٹبہ میں ایک مسجد سفیدہ واقع ہے۔ حال ہی میں اس کے در و دیوار کو دل آزار اشعار وغیرہ لکھ کر سیاہ کیا گیا ہے۔

جامع مسجد بٹالہ کے دروازہ پر اس سے بھی زیادہ اشتعال انگیز عبارتیں لکھی ہوتی ہیں اور وہاں آئے دن سخت توہین آمیز اور منافرت انگیز تقریریں کی جاتی ہیں۔ مگر کوئی نہیں پوچھتا کہ تمہارے منہ میں کتنے دانت ہیں۔

سنا جاتا ہے کہ سرکار نے آج کل ضلع گورداسپور میں خصوصیت سے تبلیغ کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ مگر بدبخت بٹالہ اس کی نظر سے پوشیدہ چلا آرہا ہے۔ حالانکہ سب سے پہلے ادھر توجہ ہونی چاہیئے تھی۔ تاریخ احمدیت میں مسل حق لعنت کے لحاظ سے یہ شہر سب سے بڑھا ہؤا ہے۔

اس مختصر مضمون کے ذریعہ جہاں ہم مقامی حکام اور افسران ضلع کو اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہیں وہاں سرکار سے بھی اس طرف متوجہ ہونے کی دردمندانہ اپیل کرتے ہیں۔ (نامہ نگار)

خدام الاحمدیہ "کشتی نوح" کے امتحان میں شریک ہوں

عمل کے لئے علم لازمی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ پر کاربند ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہم حضور کی کتب کا بغور مطالعہ کریں۔ اس مقصد کے پیش نظر مجلس عاملہ مرکزیہ خدام الاحمدیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر تین مہینے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی ایک آسان اور چھوٹی کتاب کا امتحان ہؤا کرے۔ تاکہ نوجوان طبقہ یا وہ احباب جو عدیم الفرصت ہوں اور زیادہ کتب کا مطالعہ نہ کر سکتے ہوں۔ اس سلسلہ امتحان سے مستفید ہو سکیں۔ پس شعبہ تربیت و اصلاح اعلان کرتا ہے۔ کہ پہلی سہ ماہی کے لئے "کشتی نوح" کورس مقرر ہؤا ہے۔ یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر مشتمل ہے۔ یا یوں کہیئے۔ کہ حضرت اقدس کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ اور موجودہ بین الاقوامی کشمکش کے پُر آشوب طوفان میں یہ تعلیم کشتی کے مترادف ہے۔ لہٰذا احباب کے لئے مطالعہ لابدی ہے۔

امتحان ۲ ماہ احسان ۱۳۱۹ ہش مطابق ۲ جون ۱۹۴۰ء بروز یکشنبہ ہوگا پرچہ ہائے امتحان متعلقہ زعیم مجلس کی معرفت ارسال کئے جائیں گے۔ داخلہ کی آخری تاریخ ۱۵ ماہ شہادت ۱۳۱۹ ہش ہے۔ امتحان میں شامل ہونے والے احباب کی درخواستیں مع فیس داخلہ (جو ایک پیسہ ہے) معرفت زعیم مجلس مجھے ارسال کی جائے۔ کامیاب ہونے والوں کو سرٹیفکیٹ شعبہ تربیت و اصلاح کی طرف سے دیئے جائیں گے۔ اور امتحان میں ممتاز رہنے والوں کو انعامات بھی دیئے جائیں گے

زعمائے مجالس براہ مہربانی پوری کوشش فرمائیں کہ خدام زیادہ سے زیادہ تعداد میں امتحان میں شریک ہوں۔ (خاکسار ... عمر علی مہتمم شعبہ تربیت و اصلاح)

ایک ضروری تصحیح

جناب شیخ نیاز محمد صاحب کی روایات مندرجہ الفضل مجریہ ۲۴ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش صفحہ ۵ پر فقرہ "پھر خود ہی فرمایا۔ جس شخص نے آپ کے کپڑوں کی تلاشی لیکھرام کے قتل کے بعد لی تھی۔" کے آگے الفاظ "اس کا لڑکا لایا ہے" چھوٹ گئے ہیں۔ احباب اصلاح کریں۔

وصیتیں

نمبر ۵۵۵۸ منکہ محمد حسین خان ولد چوہدری گوہر خان قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۵-۳۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۰ء ساکن موضع مارڑی بوچیاں ڈاکخانہ سری ہرگوبند پور ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اسوقت ماہوار آمدنی بصورت ملازمت مبلغ یکصد بیس روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت مقبرہ بہشتی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کراتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر میری جتنی بھی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہوگی۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

العبد محمد حسین خان بقلم خود حال محلہ میراں حسین آگرہ یو۔پی۔ گواہ شد محمد خان برادر موصی بقلم خود۔ گواہ شد محمد سعید احمد خان آف مارڑی بوچیاں از آگرہ بقلم خود۔

نمبر ۵۵۵۵ منکہ حیات بی بی زوجہ سید محمد شریف قوم سید عمر ۶۲ سال تاریخ بیعت غالباً ۱۹۲۵ء ساکن محلہ سادات نکودر ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴ ۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری ماہوار آمدنی جو مجھے میرے لڑکے دیتے ہیں۔ مبلغ ۳۰/۰ روپے ہیں۔ اس رقم کا ۱/۱۰ حصہ یعنی مبلغ ۳/۰ روپے ماہوار صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتی رہونگی اگر اس آمدنی میں زیادتی ہوئی تو اس شرح سے حصہ آمد بڑھاؤں گی۔

میرا مہر ۵۰ روپے تھا۔ جو عرصہ ہوا معاف کر دیا تھا۔

میرا زیور ۸ چوڑیاں ایک انگوٹھی اور ایک جوڑی کانٹے طلائی ہیں جن کا وزن مجموعی ۷ تولہ ۸ ماشہ ۳ رتی ہے انگوٹھی میں ایک ہیرا جڑا ہوا ہے۔ جس کی قیمت ۱۵/۰ روپے ہے۔ میں اس زیور کا ۱/۳ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں اگر میرے مرنے کے بعد کوئی ایسی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان حقدار ہوگی۔

الامتہ نشان انگوٹھا۔ سیدہ حیات بی بی

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ یہ وصیت میری نانی جان کی ہے۔ اور میرے سامنے ہوئی سید مقبول احمد بی۔ اے محلہ سادات نکودر

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ یہ وصیت میری والدہ سیدہ حیات بی بی نے بقائمی ہوش و حواس میری موجودگی میں کی اور اسے میں نے تحریر کیا۔ سید افتخار حسین بی۔ اے ایل ایل۔ بی محلہ سادات نکودر

نمبر ۵۵۵۷ منکہ سیدہ رشیدہ بیگم زوجہ سید ممتاز حسین صاحب قوم سید عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت غالباً ۱۹۳۰ء ساکن محلہ سادات نکودر ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴ ۱۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میری ماہوار آمدنی مقرر نہیں۔ مگر میں وعدہ کرتی ہوں۔ کہ مجھے ماہوار جتنی رقم ملا کرے گی۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو [illegible] رہوں گی۔ اسوقت میرے پاس مندرجہ ذیل زیور ہیں۔ ہار طلائی ایک عدد وزنی ۸ تولے زنجیر طلائی ایک عدد ہار طلائی خورد وزن دو تولے ایک عدد شکستہ ٹکڑہ ہار طلائی وزن دس ماشے۔ ہار طلائی ملنے والا (گروی رکھا ہوا ہے) وزن سونا اندازاً تین تولے۔

میں مندرجہ بالا زیور کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ (۳) میرے بھائیوں نے مجھ سے ۲۰۰/۰ روپے قرض لیا ہوا ہے۔ اس رقم کا ۱/۱۰ حصہ بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وصیت کرتی ہوں۔

(۴) میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں اگر میرے مرنے کے بعد ایسی جائیداد ثابت ہو۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کے دسویں حصہ کی مالک ہوگی۔ (۵) میرے مہر کی کوئی رقم واجب الادا نہیں۔ الامتہ رشیدہ بیگم بقلم خود۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ وصیت میرے سامنے لکھی گئی۔ سید مقبول احمد بی۔ اے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وصیت میری موجودگی میں کی گئی۔ اور میں نے قلمبند کی۔ سید افتخار حسین بی۔ اے ایل ایل بی۔

نمبر ۵۵۵۶ منکہ مریم بی بی بیوہ فتحدین صاحب عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۸ء ساکن پیر کوٹ ڈاکخانہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴ ۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت یکصد روپیہ نقد ہے۔ اس کے پانچویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور اس جائیداد کا حصہ نقد بیس روپے داخل کرتی ہوں۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامتہ نشان انگوٹھا مریم بی بی

گواہ شد سلطان احمد بقلم خود پیر کوٹ

گواہ شد محمد عبد اللہ بقلم خود مانگٹ رونچے

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

لنڈن ۲۴ فروری۔ جرمن وائرلیس سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ کل استنبول میں ٹرکی اور اٹلی کے درمیان ایک نیا تجارتی معاہدہ ہو گیا ہے۔ جس کے رو سے باہم ایک کروڑ پونڈ کا لین دین ہوگا۔

نیویارک ۲۴ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک روسی پائلٹ ٹرکی کی حدود میں داخل ہو گیا۔ جسے ٹرکش گورنمنٹ نے نظر بند کر لیا۔ اور روسی حکام کو لکھ دیا۔ کہ مزید آدمی بھیج کر نظر بندوں کے ہتھیار واپس منگوا لیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ٹرکی کی سپریم ڈیفینس کونسل نے ملک میں ہنگامی حالات رونما ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ کل یوگوسلاویہ اور ٹرکی کے درمیان تمام دن ٹیلیفون کا سلسلہ منقطع رہا۔

انقرہ ۲۴ فروری۔ ماسکو سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ٹرکش گورنمنٹ نے ساڑھے تین لاکھ فوج روسی سرحد پر بھیج دی ہے۔ مگر ایک اطالوی نیوز ایجنسی کے ذریعہ حکومتِ ٹرکی نے اس کی تردید کر دی ہے۔

لنڈن ۲۴ فروری۔ مینرہیم لائن پر فنی افواج نے روسی پیش قدمی کو بہت حد تک روک دیا ہے۔ ایک ہزار روسی مزید محصور کر لئے گئے ہیں۔ فن کمانڈر انچیف نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہمارے بہادر اپنی آزادی اور ملکی آن کو برقرار رکھنے کے لئے کٹ مریں گے لیکن پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔

پیرس ۲۴ فروری۔ فرانسیسی وائرلیس نے اعلان کیا ہے۔ کہ رومانیہ نے اپنے ملک سے کوئلہ اور پارہ کی برآمد ممنوع قرار دیدی ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ جرمنی کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس کے لئے ممکن نہیں۔ کہ رومانیہ کے پیٹرول کے بغیر ہوائی جہازوں کی مہم جاری رکھ سکے۔

لنڈن ۲۴ فروری۔ برطانوی طیاروں نے آج شمال مغربی جرمنی پر کامیاب پرواز کی۔ کل رات بھی انہوں نے دور تک پرواز کی۔ حتیٰ کہ بوہیمیا اور آسٹریا تک جا پہنچے۔ گذشتہ جہاز سنبہ کو ہیلیگولینڈ پر انہوں نے جو پرواز کی تھی۔ اس کے دوران میں تین جرمن طیاروں نے ایک برطانوی طیارہ پر حملہ کیا۔ مگر وہ بچ نکلا۔ البتہ ایک جرمن طیارہ نیچے گرا دیا۔ اس وقت تک ۸۰ جرمن طیارے تباہ کئے جا چکے ہیں۔

آج جرمن ہوائی جہازوں نے مشرقی فرانس پر پرواز کی۔ لیکن طیارشکن توپوں کی شدید بمباری سے گھبرا کر بھاگ گئے۔

کوپن ہیگن ۔ آج یہاں سویڈن ناروے اور ڈنمارک کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں یہ ملک اپنی غیر جانبداری کے مسئلہ پر غور کریں گے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ جرمنی کی طرف سے ان ممالک کو رشوت دینے کی کوشش ہو رہی ہے

برمنگھم ۲۴ فروری۔ وزیر اعظم برطانیہ نے آج یہاں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ جرمنی کے ہمسایہ ممالک ہر وقت اس کی طرف سے حملہ کا خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ نازی لیڈروں کے اعلانات سے پایا جاتا ہے۔ کہ وہ انگریزوں کی تباہی اور تمام دنیا پر قبضہ چاہتے ہیں مگر ہم کمزور اقوام کے مستقبل کو محفوظ کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں۔ جب تک جرمنی میں موجودہ حکومت قائم ہے۔ دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اگر جرمنی نیک نیتی کا ثبوت دے۔ تو ہم اس کی نئی اقتصادی مشکلات کے دور کرنے میں مدد دیں گے۔

بمبئی ۲۴ فروری۔ گاندھی جی ہریجن میں ایک مضمون کے دوران میں لکھتے ہیں۔ کہ جب تک کمیونل ایوارڈ قائم ہے۔ ہندوستان کو حقیقی سوراج حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس سے انگریزوں کے سوا کسی کو فائدہ نہیں پہنچا۔ اگر میرا اختیار ہوتا تو میں اسے ضرور تبدیل کر دیتا۔

کلکتہ ۲۴ فروری۔ بنگال کے فرقہ وار سوال پر غور کرنے کے لئے آج ہندو مسلم لیڈروں کی گول میز کانفرنس شروع ہو گئی۔ دونوں فرقوں کے ۲۴ نمائندے موجود تھے۔ بند کمرے میں کئی گھنٹے بحث تمحیص ہوتی رہی۔ مگر کیا بات ہوئی۔ اس کا علم نہیں ہو سکا۔

دہلی ۲۴ فروری۔ باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ گورنمنٹ ملکی تعطل کو دور کرنے کے لئے رام گڑھ کانگرس کے اجلاس تک کچھ نہیں کرے گی۔ اس کے بعد وائسرائے اور گاندھی جی میں پھر خط و کتابت ہو گی۔ گاندھی جی حکومت کو ایک قسم کا نوٹس دیں گے۔ اور اگر میعاد مقررہ کے اندر تسلی بخش جواب حکومت کی طرف سے نہ دیا گیا۔ تو کانگرس اگلا قدم اٹھائے گی۔ اور ممکن ہے۔ کہ سول نافرمانی کی تحریک جاری کر دی جائے۔

لنڈن ۲۴ فروری۔ برطانیہ کا ایک جہاز سرنگ سے ٹکرا کر غرق ہو گیا۔ نو اشخاص گم ہیں۔

برطانوی طیاروں نے جرمن علاقہ پر پرواز کے دوران میں چیکوسلواکیہ کے صدر مقام پراگ پر تین لاکھ اشتہارات پھینکے۔ فوجیوں میں بھی پمفلٹ پھینکے گئے جرمنی کی طرف سے مزاحمت نہیں ہوئی۔

لاہور ۲۴ فروری۔ خاکسار تحریک کے بانی عنایت اللہ صاحب مشرقی کے ایک پمفلٹ بعنوان "کیا ہندوستان میں آئندہ حکومت کا معیار اکثریت ہو گا یا نہیں" کو حکومت پنجاب نے ضبط کر لیا ہے

پشاور ۲۴ فروری۔ صوبہ سرحد کے ان اضلاع سے جو [illegible] ملحق ہیں۔ ترینر کنسٹیبلری کی سو [illegible] بھرتی کی گئی ہیں۔ انہیں چھ ماہ تک ٹریننگ دی جائے گی۔ دو پلٹنیں قبیلہ بھٹانی سے بھرتی کی گئی ہیں۔

مالیکنڈ ۲۴ فروری۔ آج بنگالی لیڈی کارکنوں کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے گاندھی جی نے کہا۔ کہ کانگرس کی ورکنگ کمیٹی میں شریک ہونا پالیٹکس نہیں ہے حقیقی پالیٹکس چرخہ کاتنا ہے۔

لنڈن ۲۴ فروری۔ مسٹر ہور بلیشیا سابق وزیر جنگ نے آج ایک پبلک تقریر کی۔ جس میں کہا۔ کہ اتحادیوں کو ہر ممکن طریق سے فن لینڈ کی مدد کرنی چاہئے۔ اس کی مدد نہ کرنا بہت بڑا خطرہ ہے۔ اگر روس نے اسے دبا لیا۔ تو پھر وہ جرمنی کے ساتھ مل کر سکنڈے نیوین ممالک پر قبضہ کرے گا۔ اور ان کے ساتھ ہماری تجارت ختم ہو جائے گی۔

نیویارک سے وائرلیس پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ صدر جمہوریہ امریکہ کا سکرٹری برلن میں ہٹلر سے ملاقات کریگا خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ صلح کی کوئی تحریک ہو۔

اوسلو ۲۴ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ جہاز "آلٹمارک" کے واقعہ کے سلسلہ میں حکومت ناروے برٹش گورنمنٹ کے سامنے یہ تجویز پیش کر رہی ہے کہ اس معاملہ کو ثالثی کے ذریعہ طے کرایا جائے۔

استنبول ۲۴ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ترکی میں ایک اور مصیبت نازل ہوئی ہے۔ بحیرہ مارمورا۔ بحیرہ اسود اور بحیرہ ایجین میں زبردست طوفان آیا ہوا ہے۔ بحری و ساحلی آمد و رفت کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ برف کے بڑے بڑے تودے ساحل پر لگے ہیں۔ ٹرانسپورٹ کا بھی سلسلہ بگڑ گیا۔ کل زلزلے کے بھی چھ جھٹکے محسوس کئے گئے۔ ۱۳۶ اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں۔ زلزلہ کی گڑگڑاہٹ کی آوازیں ابھی آ رہی ہیں۔

رنگون ۲۳ فروری۔ برما اسمبلی کے اجلاس میں آج ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا جس میں اس امر کے متعلق اظہار افسوس کیا گیا کہ برما کو اس صوبہ کے لوگوں کی رضامندی کے بغیر جنگ میں حصہ دار بنا لیا گیا ہے۔ برمیوں کی رائے دریافت کئے بغیر قانون بنا لئے گئے ہیں۔ اور اقدام کئے گئے ہیں جمہوریت کے اصولوں کا اطلاق برما پر بھی جلد ہی کیا جانا چاہئے۔ ریزولیوشن کے آخری حصہ پر ووٹ ڈالے گئے تو وزیر جنگلات

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی

بہترین تحفہ ← یوم التبلیغ کیلئے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا اپنا انگریزی لیکچر کہ "میں اسلام کو کیوں کر سچا مانتا ہوں"۔ جو بمبئی ریڈیو سٹیشن سے ۱۹ فروری کو نشر کیا گیا۔ نشر و اشاعت کی طرف سے چھاپا گیا ہے۔ اعلیٰ کاغذ ایک آنہ۔ عام کاغذ دو پیسے۔ آرڈر جلد پہونچے تو یوم التبلیغ کے لئے بھیجا جا سکتا ہے۔

تار کا پتہ۔ "ناظر تبلیغ قادیان" (مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ)

مولوی محمد صدیق صاحب مولوی فاضل لنڈن سے سیرالیون روانہ ہو گئے

لنڈن ۲۴ فروری ۱۹۴۰ء۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد لنڈن بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔ کہ مولوی محمد صدیق صاحب مولوی فاضل لنڈن سے سیرالیون روانہ ہو گئے ہیں۔ بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہونچنے کے لئے دعا کی جائے ؛

چندہ تحریک جدید اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا اسوہ حسنہ

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کی تحریک جدید کی مالی قربانیوں کے ارشاد پر لبیک کہنے والے دوستوں کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ حضور نے تحریک جدید سال ششم کا وعدہ ۲۲۶۲ کا فرمایا تھا جو سال سوم کی ادا کردہ رقم ۱۷۰۴ پر تیس فی صدی اضافہ کے ساتھ تھا۔ حضور اپنے متعلق فرما چکے ہیں۔ کہ میں خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اپنی سال سوم کی رقم پر ہر سال دس فی صدی اضافہ کے ساتھ چندہ تحریک جدید ادا کیا کروں گا۔ اور اس کے مطابق حضور سال ششم کی مد رقم ۲۲۶۲ دسمبر ۱۹۳۹ء کے پہلے ہفتہ میں عنائت فرما چکے ہیں۔

وہ احباب جو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہنا سعادت دارین سمجھتے ہیں۔ حضور کے اس اسوہ حسنہ کی تقلید میں اپنے سال ششم کے وعدہ کی رقم جلد تر ادا کریں۔ کیونکہ ہر وہ شخص جو تحریک جدید کے جہاد کبیر میں شامل ہے جس قدر پہلے رقم ادا کرتا ہے اسی قدر زیادہ ثواب پاتا ہے۔ وہ احباب جنہوں نے دسمبر جنوری اور فروری میں رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر ابھی تک ادا نہیں کر سکے۔ یا وہ جنہوں نے قسط وار ادا کرنے کا لکھا ہے۔ وہ اپنی قسطیں باقاعدہ ادا فرمائیں۔ تا زیادہ رقم جمع ہو جانے پر ان کو مشکل نہ پیش آئے۔ فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

"الفضل" کا خلافت جوبلی نمبر جلد منگا لیجئے

"الفضل" کے جوبلی نمبر کے مضامین چونکہ غیر احمدیوں اور غیر مبایعین میں تبلیغ احمدیت کے لئے نہایت موثر اور مفید ہیں اس لئے کئی اصحاب نے رعائتی قیمت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کئی کئی پرچے منگائے ہیں۔ جن احباب نے ابھی تک توجہ نہیں فرمائی وہ اپنے دوستوں کو تحفہ دینے کے لئے ضرور منگائیں۔ متعدد پرچے منگانے والے اصحاب سے نصف قیمت یعنی ۴؍ فی پرچہ علاوہ محصولڈاک لی جائے گی۔ مینیجر

اولڈ بوائز تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے ضروری گزارش

یہ چند سطور میں ان احباب کے لئے لکھ رہا ہوں۔ جن کو مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان سے فیض حاصل کرنے کا فخر اور جناب مولوی محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر کی شاگردی کی سعادت حاصل ہے۔ چونکہ جناب ممدوح ایک لمبا عرصہ خدمت کرنے کے بعد امسال صدر انجمن احمدیہ کے ریزولیوشن کے ماتحت ریٹائر ہو رہے ہیں۔ اس لئے تجویز ہے۔ کہ ابتدائے اپریل میں ان کو الوداعی پارٹی دی جائے۔ محترم مولوی صاحب کے ساتھ جو خلوص آپ کے شاگردوں کو ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اسی محبت کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ مجھے بہت سے احباب نے کہا ہے کہ میں بذریعہ اخبار تعلیم الاسلام ہائی سکول کے فارغ التحصیل دوستوں کو مطلع کروں۔ تاکہ جو دوست اس تقریب میں شمولیت اختیار کرنا چاہیں کر سکیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے شاگرد اپنے خلوص قلب کا اظہار کرنے کے لئے کثرت سے اس تقریب میں شامل ہوں گے۔ تجویز یہ ہے کہ اس موقعہ پر علاوہ ایڈریس اور پارٹی کے کوئی موزون اور مناسب تحفہ بھی پیش کیا جائے۔

پس جو دوست اس تقریب میں شامل ہونا چاہیں وہ مارچ کے دوسرے ہفتہ تک اپنا عطیہ میرے نام ارسال فرما دیں۔ اکثر احباب کی تجویز ہے کہ ایسا عطیہ ایک روپیہ سے کم نہ ہو۔ زیادہ جس قدر عنائت کیا جائے موجب شکریہ ہوگا ؛

بالآخر گزارش ہے کہ اس تقریب کو بہتر بنانے کے لئے اپنے قیمتی مشورہ سے خاکسار کو بھی جس قدر جلد ممکن ہو سکے مطلع فرمائیں ؛

خاکسار۔ صوفی محمد ابراہیم سیکرٹری تعلیم الاسلام اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

ایک احمدی ہوا باز نوجوان

یہ خبر مسرت کے ساتھ سنی جائے گی۔ کہ میاں محمد لطیف صاحب ابن میاں محمد شریف صاحب ای۔ اے۔ سی پنشنر کو جو تھوڑے عرصہ سے لاہور فلائنگ کلب میں ہوابازی کی ٹریننگ لے رہے تھے سرکاری طور پر منتخب کر لیا گیا ہے۔ ڈیڑھ ماہ تک سرکاری طور پر لاہور میں مزید ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد رسالپور چھاؤنی میں اپنی ٹریننگ مکمل کریں گے۔ آج انہوں نے ہوائی جہاز پر قادیان تک پرواز کی۔ اور واپس لاہور چلے گئے۔ احباب عزیز موصوف کی کامیابی کے لئے دعا کریں ؛

جماعتیں اپنے آئندہ سال کے بجٹ تشخیص کر کے فوراً بھجوائیں

مجلس مشاورت کے لئے چھپنے والے بجٹ کے مسودہ کی تیاری چند دن تک شروع ہونے والی ہے۔ جو چند دن میں مکمل ہو جائے گی۔ جن جماعتوں نے ابھی تک اپنا سال آئندہ کا بجٹ نہیں بھجوایا۔ انہیں چاہیئے کہ بجٹ مطابق ہدایات فوراً مکمل کر کے بھجوا دیں۔ ایسی جماعتوں کے افراد بھی اپنے عہدہ دار متعلقہ کو یاددہانی کر کے اور ان کی اس کام میں مدد کر کے ثواب حاصل کریں۔

جیسا کہ اعلان کیا جا چکا ہے کوشش کی جائے گی۔ کہ بجٹ چھپنے سے پہلے پہلے فارم تشخیص مکمل کر کے بھجوا دینے والی جماعتوں کے بجٹ نئی تشخیص کے مطابق درج کئے جائیں ؛ ناظر بیت المال قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش

موضع ونجواں ضلع گورداسپور کے دو احمدیوں پر پولیس کا شرمناک تشدد

اس میں شک نہیں۔ کہ پنجاب کے دیہات میں پولیس کے ملازم سادہ لوح دیہاتیوں کے ساتھ جو حد درجہ ذلت آمیز شرمناک اور تکلیف دہ سلوک کیا کرتے تھے۔ اس میں یونی نسٹ گورنمنٹ کے قیام اور بعض شریف اور قابل پولیس کے حکام کی بیدار مغزی کی وجہ سے قدرے کمی واقعہ ہو گئی ہے۔ اور حکومت اس صورت حالات کی اصلاح کے لیے ہمیشہ مستعد پائی گئی ہے۔ لیکن حال میں ایک ایسا سنگین واقعہ ہمارے علم میں آیا ہے۔ جس کی بنا پر یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ابھی اس محکمہ میں ایسے عاقبت نااندیش ظالم طبع لوگوں کی کمی نہیں۔ جو اپنی ناشائستہ حرکات سے حکومت کو بدنام کرنے میں تامل نہیں کرتے۔

واقعہ یہ ہے۔ کہ بٹالہ سے چند میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ونجواں ہے جس میں احمدیوں کی کافی آبادی ہے لیکن دوسری پارٹی میں بعض ایسے لوگ شامل ہیں۔ جو پولیس سے میل جول رکھتے ہیں۔ اور احمدیوں کے شدید مخالف ہیں۔ احمدیوں کو تنگ کرنے اور تکالیف پہنچانے کے لیے ان لوگوں نے جو جو کچھ کیا۔ اس کی تاریخ طویل ہونے کے ساتھ ہی سخت افسوسناک ہے۔ اور اس جگہ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اس وقت جو کچھ بیان کرنا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ بٹالہ صدر پولیس اسٹیشن میں ۲۳ فروری کو علاقہ کے بعض بدمعاشوں کو طلب کیا گیا۔ اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مخالف پارٹی کے ایما سے موضع ونجواں کے تین احمدیوں کو بھی بلایا گیا۔ اس موقعہ پر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب بھی تھانہ میں موجود تھے۔ جن کے حکم سے ان لوگوں کو بلایا گیا۔ ہمیں بتایا گیا ہے۔ کہ تھانہ میں ان میں سے دو ناکردہ گناہوں کو نہایت بری طرح زدوکوب کیا گیا۔ اور انسانیت کے احترام کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان غریبوں کو سوتھہ کے بل زمین پر لٹایا گیا۔ اور ان کے ہاتھوں پر گرانڈیل جوان کھڑے کر دیئے گئے۔ ان کے جسم ننگے کر دیئے گئے۔ اور جب وہ بے چارے اس طرح بے بس کر دیئے گئے۔ تو ایک سب انسپکٹر صاحب اپنی شانِ بہادری دکھانے کے لئے آگے بڑھے۔ اور ان میں سے ایک کی کمر پر گھٹنے ٹیک دیئے۔ اور حوالدار نے دوسرے کی گردن پر اپنا پاؤں رکھ کر اسے دبائے رکھا۔ اور سپاہیوں کو حکم دیا گیا۔ کہ ان کی رانوں اور سرین پر جوتے ماریں۔ اس پر یہاں تک سفاکی اور بے رحمی سے ان کو پیٹا گیا۔ کہ آج تک جبکہ ۲۵ فروری کو تیسرا دن ہے۔ ان کے جسموں کے وہ حصے متورم۔ اور ماؤف ہیں۔ پھر اسی پر بس نہیں کی گئی۔ بلکہ بدمعاشوں کو جو وہاں بلائے گئے تھے۔ حکم دیا گیا۔ کہ ان کو ایک ایک تھپڑ پورے زور کے ساتھ رسید کریں۔ چنانچہ ہر ایک نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور پورے زور کے ساتھ تھپڑ مارے۔ کیونکہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے ان سے کہا گیا تھا کہ اگر انہوں نے تھپڑ مارنے میں پورا زور نہ صرف کیا۔ تو ان کو بھی پٹوایا جائے گا۔

غرضیکہ ذمہ دار افسران پولیس کی موجودگی میں۔ بلکہ ان کے حکم سے نہایت ہی شرمناک سلوک پبلک کے معزز آدمیوں سے کیا گیا۔ ہمیں بتایا گیا ہے۔ کہ جن دو احمدیوں کو اس طرح پیٹا گیا ہے۔ ان میں سے ایک نہ صرف اپنے گاؤں میں۔ بلکہ ایک دوسرے ضلع میں بھی کافی اراضی کا مالک ہے۔ پولیس نے پھر ان احمدیوں کو شام کے بعد تک تھانہ میں روکے رکھا اور کافی اندھیرا ہو جانے پر چھوڑا گیا۔ غالباً مقصد یہ تھا۔ کہ پولیس کی اس سفاکی کا اظہار صبح تک پوری طرح نہ ہو سکے۔

علاقہ کے لوگوں میں اس واقعہ سے سخت ہیجان پیدا ہو رہا ہے۔ کیونکہ دیہاتی اپنی عزت کو پولیس کے ہاتھوں محفوظ نہیں سمجھتے۔ بلکہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ پولیس میں رسوخ رکھنے والے لوگ جسے چاہیں۔ بے عزت اور ذلیل کرا سکتے ہیں۔

آل انڈیا نیشنل لیگ اس بارہ میں مناسب کارروائی کر رہی ہے۔ ہم ذمہ دار افسران حکومت بالخصوص سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس اور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ اس معاملہ کی فوری تحقیقات کریں۔ اور اس کے خلاف ضلع میں جو شورش پیدا ہونے کا احتمال ہے اسے دور کریں۔ ہمیں اطلاع پہنچی ہے۔ کہ ونجواں کے بہت سے معززین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے پاس ان کے طریق عمل کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے گئے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو اسلام دشمنی کا عبرتناک صلہ

آریوں کے تنزل کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے جہاں ہم نے یہ لکھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی اس پیشگوئی کے پورے ہونے کی تصدیق کر رہے ہیں وہاں ہم نے اس بات پر بھی تعجب کا اظہار کیا تھا۔ کہ انہوں نے آریوں کے تنزل کے متعلق نہ صرف اظہار افسوس کیا ہے۔ بلکہ تنزل کو ترقی سے بدلنے کی تجویز بھی بتائی ہے۔ مولوی صاحب کے دل میں آریوں کے متعلق اس قدر جوش ہمدردی و خیر خواہی کیوں پیدا ہوا۔ اس کی ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عداوت میں مولوی صاحب اس قدر بڑھ چکے ہیں۔ کہ وہ یہ تو گوارا کر سکتے ہیں۔ اور نہ صرف گوارا کر سکتے ہیں۔ بلکہ اس میں مقدور بھر ممد و معاون بھی بن سکتے ہیں۔ کہ اسلام کو مٹانے کے لئے جدوجہد کرنے والے آریہ کم نہ ہوں۔ بلکہ ان کی تعداد روز بروز بڑھے لیکن یہ پسند نہیں کر سکتے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے مقابلہ میں آریوں کی ناکامی اور نامرادی کے متعلق جو پیشگوئی کر رکھی ہے۔ وہ پوری ہو۔ یہ اسلام دشمنی اور آریہ نوازی کی نہایت ہی افسوسناک مثال ہے۔ مگر اس کا جو صلہ دم نقد مولوی صاحب کو آریوں نے دیا ہے۔ وہ بھی نہایت عبرتناک ہے۔ اخبار "پرکاش" ۲۵ فروری لکھتا ہے:۔

"ہم نے پرکاش کی کسی گزشتہ اشاعت میں ہندوؤں کی گھٹتی ہوئی تعداد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ہندو نیتاؤں سے اس کا علاج سوچنے کی درخواست کی تھی۔ ہندو نیتاؤں نے تو اس طرف توجہ نہیں دی۔ البتہ مسلم اخباروں نے ضرور دی ہے چنانچہ "اہلحدیث" نے اپنی ۱۴ فروری کی اشاعت میں اس مرض کا علاج بتاتے ہوئے مشورہ دیا ہے کہ:۔ "ہر ہندو اور آریہ کم سے کم دو دو استریاں کرے۔ پھر دیکھ لینا۔ کہ مردم شماری میں ہندوؤں کا شمار کتنی ترقی کرتا ہے۔ اس تجویز کے شکریہ میں ہم کوئی مالی معاوضہ نہیں چاہتے۔" ہم "اہلحدیث" کے مشکور ہیں۔ کہ اس نے ہمارے مرض کا نسخہ بغیر فیس کے تجویز کر دیا ہے۔ کیا وہ "دوا" بھی خود ہی سپلائی کرنے کو تیار ہے؟"

معلوم نہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب آریوں کی دوستی اور ہمدردی کی خاطر اب کوئی اور طریق اختیار کرتے ہیں۔ یا اپنی سابقہ غلطی پر نادم

کتاب الحفظ

از حضرت سید محمد اسحٰق صاحب

اہل علم سے یہ امر مخفی نہیں۔ کہ ایک عالم کے لئے دو قسم کے علوم ضروری ہیں۔ ایک وہ جو اسے ہر وقت ازبر یاد ہوں۔ اور ان کے مستحضر کرنے کے لئے کتب دیکھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ مثلاً جنازہ کی دُعا ایک ایسی دُعا ہے۔ کہ تمام کتب حدیث میں لکھی ہوئی ہے۔ لیکن اگر ایک عالم کو وُہ یاد نہ ہو۔ تو یہ کس طرح ممکن ہوگا! کہ لوگ جنازہ لاکر رکھ دیں۔ اور اس عالم سے جنازہ پڑھانے کی درخواست کریں۔ اور وُہ جنازہ کی دُعا کے لئے کتب کی ورق گردانی کرنے لگے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی عالم سے کہے کہ مجھے جنگ تبوک کے مہینہ اور سن اور تعداد فوج اور ایام سفر وغیرہ وغیرہ سے آگاہ کرو۔ تو وُہ عالم اس امر کے اظہار میں قطعاً نہ شرمائے گا۔ کہ ٹھہرو میں کتاب دیکھ کر بتاتا ہوں۔ پس قرآن حدیث۔ فقہ۔ تاریخ۔ علم کلام وغیرہ کا ایک حصہ ضرور ایسا ہے۔ کہ وُہ ایک عالم دین کو ازبر حفظ ہونا چاہیئے اور دوسرا حصہ ایسا ہے۔ کہ اگر اس عالم کی قابلیت ایسی ہو۔ کہ وہ ہر قسم کی کتب کا بآسانی مطالعہ کر سکتا ہے اور بعد مطالعہ مطلوبہ معلومات اخذ کر سکتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن پہلے حصہ کے متعلق کوئی عالم کتاب دیکھنے کا عذر کرے۔ تو نہایت قابل اعتراض امر ہوگا۔ مثلاً اگر کسی کو نماز نہ آتی ہو۔ تو نماز سے محروم رہ کر اسلام سے نکل جائے گا۔ اگر ضروری دعائیں یاد نہ ہوں گی۔ تو خدا کے فضل سے محروم ہوگا۔ ضروری مسائل یاد نہ ہوں گے تو لوگوں کو اس کے علم سے کیا فائدہ پہنچیگا اگر اسے وفات مسیح علیہ السلام کی آیات یاد نہ ہوں گی۔ تو ریل میں کسی غیر احمدی عالم سے گفتگو کرتے وقت کس دلیل سے اسے قائل کرے گا:

غرض ایک عالم اور نہ صرف عالم بلکہ ایک ایسے احمدی کے لئے جو اپنے فرائض کی ادائیگی اپنی جماعت کی تربیت اور غیروں میں تبلیغ کرنا چاہتا ہے اسے قرآن۔ حدیث۔ تاریخ اور علم کلام کا ایک حصہ حفظ ہونا چاہیئے میں اپنے ایک لمبے عرصہ کے تجربہ کی بناء پر یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ ہمارے سلسلے کے مبلغ عالم ہیں ذہین ہیں حاضر جواب ہیں۔ اور ایسی مہارت رکھتے ہیں۔ کہ قریباً ہر علم کی کتاب کا مطالعہ کرکے استخراج کر سکتے ہیں۔ اور ہر موضوع پر ہر طبقہ اور مذہب کے لوگوں سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ مگر مطبع کی آسانی اور کتابوں کی فراوانی نے ان میں سے بعض کو پہلے زمانہ کے علماء کے خلاف حفظ کے بوجھ سے سبکدوش کر رکھا ہے۔ ہر علم کی کتابیں ان کے پاس ہیں کلیدیں بھی ہیں نوٹ بکیں بھی ہیں۔ جب ضرورت پڑتی ہے وُہ تیاری کرکے کام چلا لیتے ہیں۔ مگر قوت حافظہ سے کم کام لیتے ہیں۔ کہیں نماز پڑھانی ہو تو چھوٹی چھوٹی سورتوں پر اکتفا کر لیتے ہیں لیکن میری تسلی ان کی اس روش سے نہیں ہوتی۔ گو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اکابر علماء مجھ سے استفادہ کے غیر محتاج بلکہ میں ان سے استفادہ کا محتاج ہوں لیکن نئی پود کے اکثر مبلغ خواہ کتنے بڑے عالم کیوں نہ ہو گئے ہوں۔ مدرسہ میں مجھ سے تھوڑا بہت استفادہ کر چکے ہیں۔ اور داغ شاگردی ان کے دامن پر لگ چکا ہے۔ اس لئے اگر میں سلسلہ احمدیہ کے مبلغوں کے متعلق کوئی تنقیدی نظر ڈالوں تو ان پر گراں نہ گزرنا چاہیئے پس میری تسلی ان کے ان علوم سے تو ہے جو اوراق کتب میں مدوّن ہیں۔ لیکن جو علوم ان کی کتاب حافظہ پر درج ہیں وُہ میری تسلی کا موجب نہیں ہیں بلکہ میری خواہش رب زدنی علماً کے مطابق ابھی تشنگی کے درجہ پر ہے میں چاہتا ہوں۔ کہ ہر مبلغ بلکہ ہر احمدی کو

(۱) نماز باترجمہ

(۲) خطبہ جمعہ کی آیات وکلمات

(۳) دعائے جنازہ

(۴) دعائے استسقاء

(۵) مسائل نماز خسوف وکسوف

(۶) آیات خطبہ نکاح

(۷) قرآن مجید کی تمام ادعیہ

(۸) حدیث کی تمام موقعوں صبح وشام سونے۔ جاگنے۔ اٹھنے۔ بیٹھنے۔ قضائے حاجت۔ نہاتے۔ آئینہ دیکھنے۔ مسجد میں جانے آنے۔ بازار میں جانے آنے۔ گھر میں گھسنے باہر نکلنے۔ غرض ہر موقعہ کی دعائیں۔

(۹) دعائے قنوت

(۱۰) دعائے استخارہ سب کچھ ازبر یاد ہوں۔

(۱۱) سونے چاندی بھیڑ بکری اونٹ گائے بیل کھجور۔ انگور۔ اور تمام غلوں کی زکوٰۃ کی شرحوں کا نقشہ حفظ ہو۔

(۱۲) حج اور عمرہ کی ترکیب مع ترتیب حفظ ہو۔

(۱۳) عقیقہ۔ غسل میت۔ تکفین وتدفین عید الاضحیٰ کی قربانی وغیرہ کے مسائل یاد ہوں

(۱۴) صدقۃ الفطر کی شرح حفظ ہو۔

(۱۵) وفات مسیح کی تمام آیات مع حوالجات پوری طرح صحت کے ساتھ حفظ ہوں۔

(۱۶) وُہ آیات جو حیات مسیح کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱۷) تمام آیات اجرائے نبوت کے متعلق

(۱۸) تمام آیات انسداد نبوت کے بارے میں

(۱۹) تمام احادیث اجرائے نبوت یا انسداد نبوت کے متعلق

(۲۰) ۲۳ آیات جن میں لفظ توفی استعمال ہوا ہے۔

(۲۱) رجوع موتیٰ کے حوالے

(۲۲) عدم رجوع کے حوالے

(۲۳) رفع کے لفظ والی تمام آیات

(۲۴) رفع کے لفظ کی دس احادیث

(۲۵) لفظ نزول کی آیات

(۲۶) لفظ نزول کی دس احادیث

(۲۷) ہستی باری تعالےٰ کے ثبوت کی دس آیات

(۲۸) ثبوت قیامت کی دس آیات

(۲۹) قرآن مجید کے مکمل ہونے کے ثبوت کی دس آیات

(۳۰) اسلام کے سچا ہونے کی دس آیات

(۳۱) فرشتوں کے ثبوت کی پانچ آیات

(۳۲) الہام الٰہی یعنی خدا کے تکلم کی پانچ آیات

(۳۳) انتیسواں اور تیسواں ہر دو پارے حفظ ہوں

(۳۴) سورہ یٰس جمعہ۔ مزمل۔ مدثر ق اور حم سجدہ حفظ ہوں

(۳۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ

(۳۶) سن پیدائش دعویٰ سے قبل کے چیدہ چیدہ واقعات دعویٰ کا سن پہلی وحی کے واقعات مکی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات ازبر ہوں۔

(۳۷) ہجرت کا واقعہ

(۳۸) ہجرت سے وفات تک اہم واقعات مثلاً ابتدا جہاد بدر۔ احد خندق صلح حدیبیہ۔ خیبر۔ فتح مکہ حنین۔ تبوک۔ حجۃ الوداع۔ شادیاں۔ اموات۔ حضور کی بیماری وصال اور انتخاب ابوبکر

(۳۹) خلفاء اربعہ کے مختصر حالات

(۴۰) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سن پیدائش واقعات زندگی قبل از دعویٰ کے چیدہ چیدہ واقعات

(۴۱) حضور کا نسب نامہ

(۴۲) دعویٰ کے بعد وفات تک بڑے بڑے واقعات جکا نقشہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے شائع فرمایا ہے

(۴۳) حضور کی تمام کتب کے نام

(۴۴) حضور کے سفروں کے مقام مع سنہ

(۴۵) وفات کے حالات

(۴۶) خلافت اولیٰ کا انتخاب

(۴۷) خلافت اولیٰ کے چیدہ چیدہ واقعات

(۴۸) وفات خلیفہ اول رضؓ کے واقعات

(۴۹) خلافت ثانیہ کا انتخاب اور جھگڑوں کے واقعات

(۵۰) نبوت کفر واسلام مصلح موعود اسمہ احمد۔ کے متعلق حضرت خلیفہ اول رضؓ کے حوالے

(۵۱) مسائل مذکورہ بالا میں حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے

(۵۲) مسائل مذکورہ بالا میں فریق مخالف کے دلائل

(۵۳) خلافت ثانیہ کے سن وار چیدہ چیدہ واقعات

(۵۴) احمدی مشنوں کے مقام ابتداء مشن اور مشنریوں کے نام وغیرہ چیدہ چیدہ واقعات

(۵۵) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں جن پر مخالفوں کو اعتراض ہے ان کے حل مثلاً محمدی بیگم آتھم اور مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ وغیرہ وغیرہ

(۵۶) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چالیس ایسی پیشگوئیاں جو ایسی واضح ہیں۔ کہ دشمن بھی اُن کے پورا ہونے کا مقر ہے۔

(۵۷) قرآن مجید سے پیشگوئیوں کے اصول۔

(۵۸) آریہ سماج کے مسائل تناسخ قدامت رُوح و مادہ۔ اور قدامت وید کی تردید میں پانچ پانچ دلائل۔

(۵۹) عیسائیوں کے مسائل۔ الوہیت مسیح۔ کفارہ۔ اور تثلیث کی تردید میں پانچ پانچ دلائل۔

(۶۰) شیعوں کے مسائل۔ متعہ۔ تقیہ اور خلافت علی رضؓ بلا فصل کی تردید میں پانچ پانچ دلائل۔

(۶۱) باوا نانک علیہ الرحمۃ کے اسلام کے پانچ دلائل۔

(۶۲) بہائیت کی تردید میں پانچ دلائل

(۶۳) وراثت کی تقسیم کے مسائل حفظ ہوں۔

غرض میرا دل نہایت ہی خواہشمند ہے کہ ہمارے مبلغین۔ ہمارے طلبہ اور ہمارے تبلیغ کے شائق دوست اپنی قوتِ حافظہ سے زیادہ کام لیں۔ اور مذکورہ بالا امُور جو بطور نمونہ کے لکھے ہیں۔ اُن میں وُہ ایسے ماہر ہوں۔ کہ انہیں کسی کتاب کی ضرورت نہ رہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حفظ ایسی چیز ہے کہ جس سے انسان کو جُرأت پیدا ہوتی ہے۔ اور وُہ اپنے معلومات سے ہر وقت فائدہ اٹھاتا۔ اور فائدہ پہونچا سکتا ہے۔ لیکن جو شخص قوتِ حافظہ سے کام نہیں لیتا۔ وُہ بعض دفعہ یکدم دُشمن کے نرغہ میں گھر جاتا ہے۔ اور کتب کے نہ ہونے کے سبب اس جرأت سے اپنے معلومات کا اظہار نہیں کر سکتا۔ جس کی ایک عالم سے توقع کی جا سکتی ہے۔

پس میں ان سطوُر کے ذریعہ اپنی اس خواہش کا اظہار کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہُوں۔ اور امید رکھتا ہُوں۔ کہ میری یہ آواز صدا بہ صحرا ثابت نہ ہوگی۔ بلکہ ہمارے مبلغین اور دوسرے علم دوست اصحاب اس طرف پوری توجہ فرمائیں گے۔ اور جس قدر معلومات میں نے بطور نمونہ کے لکھی ہیں۔ انہیں اپنے حافظہ میں پوری طرح جگہ دیں گے۔ قوتِ حافظہ ایک عجیب قوت ہے اس سے جس قدر زیادہ کام لو۔ اُسی قدر یہ قوی ہوتی جاتی ہے۔ بہت ممکن ہے۔ کہ شروع شروع میں کسی شخص کو آیات وغیرہ کے حفظ سے ایک بوجھ محسوس ہو۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ اگر ذرا سی توجہ بھی کی جائے گی۔ تو یہ قوت دن بدن مضبوط تر ہوتی جائے گی۔ یہاں پر اس امر کا ذکر کر دینا بھی مناسب سمجھتا ہُوں۔ کہ میرے دل میں کتاب الحفظ نام ایک کتاب کے مرتب کرنے کی مدت سے خواہش ارادہ کی حد تک پہونچی ہُوئی تھی۔ اور یہ بھی تجویز خیال میں آئی تھی۔ کہ اس کتاب کے سات یا کم و بیش حصے ہوں تاکہ مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت سے ساتویں جماعت تک کورس کے طور پر کام دے سکے۔ اب میں نے بفضلہ تعالیٰ اس کام کو شروع کر دیا ہے

دوستوں سے التجا ہے۔ کہ وُہ دُعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کتاب کے مکمل کرنے اور شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو دوست اس کتاب کی ترتیب کے متعلق کوئی مشورہ دینا چاہیں۔ وُہ خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ میں بڑی خوشی سے دوستوں کے مشورہ کا خیر مقدم کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

عُہدہ داران جماعت احمدیہ نیروبی

سید محمود اللہ شاہ صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ نیروبی اطلاع دیتے ہیں۔ کہ چونکہ جنرل سکرٹری کے عہدہ کا کوئی فائدہ معلوم نہیں ہُوا۔ اس لئے جماعت نے ایک غیر معمولی اجلاس میں اس معاملہ کو پیش کر کے اس عہدہ کو اُڑا دیا ہے۔ نیز سکرٹری امُور عامہ اور امور خارجہ کا کام پریذیڈنٹ کے سپرد کر دیا ہے۔ (ناظر اعلیٰ)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی حضرت یوسف علیہ السلام سے مشابہتیں

"آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یُوسف کی مجھے"

(از چوہدری خورشید احمد صاحب بی اے۔ پسر چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب پنشنر افسر مال لاہور۔)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دُنیا میں ایسے وقت تشریف لائے۔ جبکہ ایمان دُنیا سے اُٹھ چکا تھا۔ مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے تھے۔ اور رسم و رواج کی بھول بھلیوں میں کچھ ایسے کھو گئے تھے کہ اس نسخہ کیمیا کو جس نے گڈریوں کو بادشاہ اور غلاموں کو شہنشاہ بنا دیا تھا۔ طاقِ نسیان کی زینت بنا چکے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پیشگوئیوں اور الہاموں سے بھری پڑی ہیں۔ تاکہ جوں جوں حضور علیہ السلام کی پیشگوئیاں اور الہامات پورے ہوتے رہیں ہستی باری تعالیٰ کا نئے سے نیا اور اچھوتے سے اچھوتا ثبوت دُنیا کے سامنے آتا جائے۔ اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام روزِ روشن کی طرح دُنیا پر ظاہر ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی شعر یا فقرہ ایسا نہیں۔ جو حکمت سے خالی ہو۔ یا جس میں کسی آئندہ ہونے والے عظیم الشان واقعہ کی طرف اشارہ نہ ہو۔

مثال کے طور پر ع

"آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے"

کے مصرعہ کو ہی لیجئے۔ بظاہر یہ ایک معمولی سا مصرعہ ہے۔ مگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس ایک مصرعہ میں بے شمار پیشگوئیاں مخفی ہیں۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ اب تو مجھے میرے یوسف کی خوشبو آرہی ہے "یوسف" کا لفظ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور حضور کو حضرت یوسف علیہ السلام کے مشابہ ٹھہراتا ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے۔ کہ اس دعوے کی تائید میں کوئی دلیل بھی ہے۔ یا نہیں۔ اور کیا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام سے مشابہت رکھتے ہیں۔ یا نہیں۔

پہلی مشابہت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ط إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

یعنی جب انہوں نے کہا۔ کہ یوسف۔ اور اس کا بھائی تو ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں۔ حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں۔ یقیناً ہمارا باپ صریح غلطی پر ہے۔

یہاں دو گروہوں کا ذکر ہے۔ ایک حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے سگے بھائی بن یامین کا اور دوسرے حضرت یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائیوں کا جو حضرت یوسف کے ساتھ حسد اور بغض میں اس حد تک بڑھ گئے تھے۔ کہ اپنے باپ کے لئے ضلٰلٍ مُّبِيْن کے الفاظ کہتے ہُوئے بھی نہ شرمائے۔ اب دیکھیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لاتعداد الہامات اور دُعائیں حضرت امیر المومنین اور حضور کے سگے بھائیوں کے لئے ہیں جو آجتک لفظ بلفظ پُوری ہو رہی ہیں۔ اور قیامت تک پُوری ہوتی جائیں گی۔ مگر ایک دوسرا گروہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی اولاد ہونے کا دعوےٰ تو کرتا ہے۔ مگر ان تمام الہامات دُعاؤں اور پیشگوئیوں کو جو حضرت امیر المومنین اور حضور کے سگے بھائیوں کے متعلق ہیں۔ نہیں مانتا۔ گویا انہوں نے زبانِ حال سے ضلالِ مبین کہہ ہی دیا۔ اور اس پر طرّہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں ہونے کے مدعی بھی ہیں۔

دوسری مشابہت

اقتلوا یوسف او اطرحوہ ارضاً یخل لکم وجہ ابیکم وتکونوا من بعدہٖ قوماً صالحین۔ یعنی یوسف کو قتل کر دو یا کسی اور ملک میں ڈال دو تو اس کے بعد تمہارے باپ کی توجہ عزت تمہارے لئے مخصوص ہو جائے گی۔ اور پھر اس کے بعد تم صالح بن جاؤ۔

یہاں حضرت یوسفؑ کے سوتیلے بھائیوں کی اس سازش کا ذکر ہے۔ جو انہوں نے حضرت یوسفؑ کے خلاف کی۔ ہوبہو اسی طرح کے واقعات حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت پیش آئے۔ چونکہ اہلِ پیغام کو علم تھا کہ احمدیت کا سوادِ اعظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پسر موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی غلامی کا شرف حاصل کرنے والی ہے۔ اس لئے انہوں نے حضرت خلیفہ اول کی وفات سے پہلے ہی ایک رسالہ "ایک نہایت ہی ضروری اعلان" چھپوا کر مخفی طور پر تیار کر رکھا تھا۔ تاکہ اس رسالہ کے ذریعہ جماعت میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق غلط فہمیاں اور بدظنیاں پھیلا دیں۔ گویا یہ ایک سازش تھی جو انہوں نے حضرت امیر المومنین کے خلاف کر رکھی تھی۔ اور بزعم خود انہوں نے حضرت امیر المومنین کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے حضرت امیر المومنین کو حضرت یوسفؑ کی طرح ایک معجزانہ کامیابی عطا فرمائی۔

تیسری مشابہت

حضرت یوسفؑ پر جبکہ وہ عزیز کے گھر میں تھے بدچلنی کا الزام لگا۔ مگر خدا تعالےٰ نے حضرت یوسفؑ کو اس الزام سے بری کیا۔ اور ان کی عصمت وعفت پر مُہرِ تصدیق ثبت کی۔ بعینہٖ اسی طرح منافقین اور معاندین نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ پر جھوٹے الزامات لگائے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے ان الزام لگانے والوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے ہی ذلیل وخوار کر کے حضور کو ان الزامات سے بری کیا۔ اور حضور کی صداقت کو اظہر من الشمس کر دیا۔ اور پھر خدا تعالےٰ کا ایسا تصرف ہوا کہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری جملہ الزام لگانے والوں سے گوئے سبقت لے گئے۔ اور ان کے نام کے ساتھ "مصری" کا لفظ ہونا اس الزام کی یاد تازہ کرتا ہے۔ جو مصریوں نے حضرت یوسفؑ پر لگایا۔

چوتھی مشابہت

حضرت یوسفؑ بہت حسین تھے۔

ہمارے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے حسن باطنی اور حسن ظاہری میں موجودہ زمانہ میں اپنی مثال نہیں رکھتے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے بھی حضور کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام کیا۔ "وہ حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا"۔

پانچویں مشابہت

اذھبوا بقمیصی ھٰذا فالقوہ علیٰ وجہ ابی یات بصیرا۔ یعنی یہ میری قمیص لے جاؤ۔ اور اسے میرے باپ کے سامنے ڈال دو۔ وہ یقین کرنے والا ہو جائیگا۔ سورۂ یوسف میں اللہ تعالےٰ نے تین دفعہ قمیص کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ پہلی دفعہ جب حضرت یوسفؑ کے سوتیلے بھائی حضرت یوسفؑ کی قمیص کو خون میں رنگ کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو دکھاتے ہیں۔ تو وہ قمیص حضرت یوسفؑ کی موت کی بجائے ان کی زندگی کی شاہد بن جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت یعقوبؑ جان لیتے ہیں۔ کہ یہ جھوٹ موٹ کے نشان ہیں۔ دوسرے موقعہ پر یہی قمیص حضرت یوسفؑ کو الزام سے بری کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اور تیسری دفعہ حضرت یوسفؑ یہی قمیص بطور نشان حضرت یعقوبؑ کو بھیجتے ہیں۔ گویا پہلی دفعہ قمیص حضرت یوسفؑ کی زندگی کا نشان ٹھہری۔ دوسری دفعہ آپ کی پاک دامنی کا ثبوت بنی۔ اور تیسری دفعہ یہی قمیص حضرت یوسفؑ کی حکومت پر گواہ ہوئی۔

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ قمیص کے معنی کیا ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضؓ کو فرمایا۔ ان اللہ سیقمصک قمیصاً وانک لتلاص علیٰ خلعہ فایاک وخلعہ یعنی اللہ تعالےٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا۔ تمہیں اس قمیص کے اتارنے کو کہا جائیگا۔ مگر خبردار اس قمیص کو ہرگز نہ اتارنا۔ علامہ ابن اثیر بھی قمیص کے معنی خلافت بتاتے ہیں۔

اب دیکھو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات پر اہلِ پیغام نے اپنے علم اور اثر کے گھمنڈ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو بزعم خود کنوئیں میں ڈال دیا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے حضور کو خلافت کی قمیص عطا فرما کر مخالفوں کے تمام ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ تو گویا جس طرح اس وقت حضرت یوسفؑ کی قمیص ان کی زندگی کی دلیل ہوئی۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی قمیصِ خلافت بھی حضور کی گزشتہ اور آئندہ شاندار زندگی پر ایک بین دلیل ہو گئی۔

پھر جب منافقین نے عموماً اور مصری صاحب نے خصوصاً حضور پر الزام لگائے۔ تو اس وقت حضور نے اپنی خلافت کو ہی اپنی صداقت کے لئے پیش کیا۔ اور حضور کی قمیص خلافت ہی حضور کو تمام الزامات سے بری کرنے کا باعث بن گئی۔ یہ بعینہٖ اسی طرح ہوا جس طرح حضرت یوسفؑ کی قمیص نے ان کو الزام سے بری کیا تھا۔

پھر مخالفوں نے کوشش کی۔ کہ حضور خلافت سے دستبردار ہو جائیں۔ مگر حضور حضرت عثمان رضؓ کی طرح منصب خلافت پر ڈٹے رہے۔ اور جس طرح حضرت یوسفؑ پر الزام لگانے والے بالآخر نہایت شرمسار ہوئے تھے۔ اسی طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ پر الزام تراشنے والے بھی ناکام ونامراد رہے۔

اہلِ پیغام انکار خلافت میں اس حد تک بڑھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ماننے کے بعد خلافت کا سرے سے انکار ہی کر دیا۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کیسی؟ کیونکہ حضور مسیح موعود کا منشاء تھا۔ کہ تمام انتظام جماعت صدر انجمن احمدیہ کے سپرد ہو۔ مگر خدا کا قائم کردہ خلیفہ ان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ تم جو میری قمیصِ خلافت کے متعلق شک کرتے ہو۔ یہ تمہاری سراسر غلطی ہے۔ دیکھو میں دلائل وبراہین سے تم پر ثابت کر رہا ہوں۔ اور کرتا ہوں گا کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے برحق خلیفہ ہوں۔ جاؤ اور میری قمیصِ خلافت کو میرے والد محترم علیہ السلام کے سامنے ڈال دو۔ یعنی میری خلافت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ اصولوں پر پرکھ کر دیکھ لو پھر تم کو یقین ہو جائے گا۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے میں ہی سچائی پر ہوں۔ اور یہ کہ جس طرح حضرت یوسفؑ کی قمیص ان کی حکومت پر گواہ ہوئی تھی۔ اسی طرح میری قمیص خلافت بھی اس روحانی حکومت پر گواہ ہے جو میں اپنے مبایعین کے دلوں پر کرتا ہوں۔

چھٹی مشابہت

ولما فصلت العیر قال ابوھم انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون۔ قالوا تاللہ انک لفی ضلالک القدیم۔ یعنی جب قافلہ چلا تو ان کے باپ (یعقوبؑ) نے کہا۔ کہ میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں۔ اگر مجھے بہکا ہوا نہ سمجھو۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم تو ابھی تک پرانی غلطی میں بہک رہا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ؎

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

مگر اہلِ پیغام نے ان تمام الہامات کا جو حضرت امیر المومنین۔ فضل عمر۔ یوسف ثانی۔ خلیفۃ المسیح الثانی کی نسبت ہیں انکار کر دیا۔ گویا عملاً اور قولاً انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کو غلط سمجھا۔ اور اس معاملہ میں بالکل کچے ثابت ہوئے

اب اہلِ انصاف ذرا غور فرمائیں۔ اور سوچیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مونہہ سے نکلا ہوا لفظ "یوسف" کس قدر معانی اور مشابہتیں اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور کس صفائی سے حضرت امیر المومنین پر عائد ہوتا ہے وما علینا الا البلاغ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات میں بھی یوسف کا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ ایک الہام یہ ہے۔ انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون۔ اور ایک دوسری جگہ الہام ہے۔ انظر الی یوسف واقبالہ۔ یعنی یوسف کو دیکھو اور اس کے اقبال کو دیکھو۔

اقتصادیات

علم الاقتصاد کیا ہے

اگرچہ اس قسم کے الفاظ روزمرہ استعمال میں آتے ہیں۔ کہ "اقتصادی نقطۂ نگاہ" "اقتصادی حالات" "اقتصادی محرکات" "اقتصادی رجحانات" وغیر وغیرہ۔ لیکن بہت کم لوگ صحیح طور پر ان کی تعریف کر سکتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں - کہ علم الاقتصاد کی ایسی تعریف جو جامع ہو اور جس میں اس کے تمام پہلو آجائیں۔ مشکل بھی ہے۔ اس علم کے ماہرین نے اس کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ اس وقت ان کی تحقیقات کی روشنی میں علم الاقتصاد کی ماہیت پیش کی جاتی ہے۔

علم الاقتصاد جس کا دوسرا نام علم سیاست مدن بھی ہے۔ اس وسیع علم کی شاخ ہے۔ جسے علم الانسان کہا جاتا ہے۔ اور اس شاخ کا تعلق انسان کے ان افعال سے ہے۔ جن کے ذریعہ وہ آمدنی پیدا کرتا ہے۔ اور اسے استعمال میں لاتا ہے۔ گویا یہ علم انسانی زندگی کے روزمرہ کے کاروبار پر بحث کرتا ہے۔

انسان بذات خود ایک کائنات ہے۔ اور اس کے افعال کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس کے افعال مختلف چیزوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ مثلاً بعض اوقات مذہبی اور اخلاقی جذبات کے زیر اثر انسان سے غیر معمولی افعال ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح محبت اور غضب کے جذبات بھی انسان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ماں اپنے بچے کی خاطر اپنی جان تک قربان کر کے محبت کی نہایت عمدہ مثال پیش کرتی ہے۔ اور بغیر کسی صلہ کی امید کے ایسا کرتی ہے گو اس قسم کے جذبات علم الاقتصاد کے دائرہ سے بہت دور ہیں۔ کیونکہ یہ علم انسان کے ان جذبات سے تعلق رکھتا ہے۔ جو اسے روزی کمانے پر مجبور کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ روزی کمانے کا دھندا انسانی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اس لئے اس علم کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اور پھر جب کہ ضروریات زندگی کے پورا نہ ہونے سے انسانی اعمال پر نہایت قبیح اثر پڑتا ہے۔ اور بسا اوقات یہ صورت حالات انسان کو انسانیت کے درجے سے گرا دیتی ہے۔ اس لئے اس علم کا مطالعہ فی زمانہ نہایت ضروری چیز سمجھی گئی ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ علم الاقتصاد چونکہ دولت کی محبت پیدا کرتا ہے۔ اور دولت کی محبت انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے۔ اس لئے اس علم سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہئیے۔ لیکن یہ لغو خیال ہے۔ کیونکہ علم الاقتصاد کا مقصد تو یہ بتانا ہے۔ کہ حصول دولت کی خواہش جو انسانی فطرت میں موجود ہے انسان کے اعمال پر کیونکر اثر انداز ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ اگرچہ انسانی زندگی کا مقصد مال و دولت کا جمع کرنا نہیں۔ لیکن اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے میں مال و دولت کو بہت بڑا دخل ہے۔ اور اس وجہ سے ضروری ہے۔ کہ اس علم سے فائدہ اٹھایا جائے۔

اگر اخلاقی اور مذہبی نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے۔ تب بھی ماننا پڑیگا کہ جو شخص دولت سے محروم ہے۔ بنی نوع انسان کے لئے اتنا مفید ثابت نہیں ہو سکتا۔ جتنا وہ شخص جس کے پاس دولت ہے اور جس میں دوسروں کی ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ پایا جاتا ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ علم الاقتصاد کو دولت کے اس مصرف سے تعلق نہیں جس کا محرک مذہبی جذبات یا ہمدردی خلائق کے احساسات ہیں۔

اسلام کیسا فطرت کے مطابق مذہب ہے۔ اس نے عیسائیت کی طرح یہ نہیں کہا۔ کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گذر جانا آسان ہے۔ مگر دولت مند کا جنت میں داخل ہونا ممکن نہیں۔ بلکہ یہ تعلیم دی ہے۔ کہ کسب معاش انسان کے لئے ضروری چیز ہے۔ چنانچہ اسلام نے اپنے پیروؤں کو کسب حلال کی تاکید کی ہے۔ گویا اسلام اس اصل کو سختی کے ساتھ قائم کرتا ہے۔ جس پر علم الاقتصاد کی عمارت کی بنیاد قائم ہے۔

غرض اسلام نے انسان کو مال و دولت سے نفرت نہیں دلائی۔ بلکہ کسب حلال کی رغبت دلائی ہے۔ اور کامل شریعت کا تقاضا بھی یہی تھا۔ کہ روزی جو انسان کے اعمال پر نہایت گہرا اثر ڈالتی ہے۔ اس کے متعلق ضروری ہدایات دے۔

علم الاقتصاد مال و دولت کی حرص نہیں پیدا کرتا۔ بلکہ معیشت کے صحیح حصول کا تجربہ کرتے ہوئے یہ سکھاتا ہے۔ کہ اس خواہش کو ان اصول کے تابع رکھے۔ اور جنگ و جدال۔ لوٹ مار اور دیگر ناجائز طریق سے بچے۔

علم الاقتصاد اپنی تحقیق کے عمل میں دوسرے علوم سے بھی مدد لیتا ہے شلاً علم الابدان سے وہ یہ معلوم کرتا ہے کہ زندگی کے بقا کے لئے ایک معین مقدار خوراک کی ضرورت ہے۔ یا انسان کی خواہش بقائے نسل انسانی آبادی میں اضافہ کا موجب ہے۔ ان ہر دو امور سے اجرت اور آبادی کے مسئلہ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ علم الاقتصاد کا تعلق علم تمدن سے بھی بہت گہرا ہے۔ علم تمدن وہ علم ہے۔ جو انسانی زندگی کے افضل ترین مقصد اور اس کے حصول کے طریق بتاتا ہے۔ اور روزمرہ کام آنے والی چیزوں کی اصلی قدر و منزلت اس علم کی نسبت سے پرکھی جاتی ہے۔ لہذا علم الاقتصاد علم تمدن سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔

علم الاقتصاد کی چار بڑی شاخیں ہیں گو ان کی ترتیب میں ماہرین نے اختلاف کیا ہے۔ تاہم وہ یہ ہیں۔

۱۔ مال و دولت کا حاصل کرنا

۲۔ دولت کا مصرف۔

۳۔ دولت کا تبادلہ۔

۴۔ دولت کی تقسیم۔

دولت کے حصول کے ضمن میں انسان کی ان مساعی پر بحث کی جاتی ہے۔ جو اپنی اور اپنے ہم جلیسوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وہ عمل میں لاتا ہے۔ اور قدرت کے ان مہیا کردہ اسباب اور ذرائع سے کام لیتے ہیں۔ جو اس کی دسترس میں ہوتے ہیں۔ ان کی ہیئت بدل کر یا انہیں دوسری چیزوں کے ساتھ مرکب کر کے یا انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا کر انہیں مفید اور قابل استعمال بناتا ہے۔ انسانی تمدن کی ابتدائی منازل میں کسب معاش کا طریق بہت سہل تھا مثلاً خوراک کے لئے شکار کر لینا۔ یا مچھلی وغیرہ پکڑ لینا۔ اور تن ڈھانکنے کے لئے چھال اور پتوں کو استعمال میں لانا۔ مگر تمدنی ترقی کے ساتھ ساتھ ضرورتوں کے بڑھنے اور ان میں تنوع پیدا ہونے کے نتیجہ میں حصول معاش کا عمل بھی لمبا اور پیچیدہ ہوتا گیا۔ حتی کہ مشینری کا موجودہ زمانہ آگیا۔ جبکہ ایک چھوٹی سی اور معمولی چیز کی تیاری کے لئے انسانوں کی ایک بہت بڑی جمیعت کا عمل ضروری ہے۔

دولت کے صرف کے ماتحت انسانی کی خواہشات اور ان کی تسکین وغیرہ امور سے بحث کی جاتی ہے۔

"تبادلۂ دولت" میں منڈیوں کی اہمیت۔ رسد اور طلب اور ان کا باہم تعلق۔ نیز قیمتوں وغیرہ کے مسائل زیر بحث آتے ہیں۔

"دولت کی تقسیم" میں ان امور پر بحث کی جاتی ہے۔ کہ پیداوار دولت کے جو حصہ دار ہیں۔ مثلاً۔ زمین مزدور۔ سرمایہ اور تنظیم۔ ان میں دولت کس طرح تقسیم ہونی چاہیئے۔ زمین کے مالک کا کیا حصہ ہے۔ اور کن قوانین کے ماتحت ہے۔ مزدور کا کیا حصہ ہے اور کیونکر ملتا ہے۔ اسی طرح سرمایہ دار اور منتظم کا کیا حصہ ہے۔ اور کن اصول کے تابع ملتا ہے۔ علم الاقتصاد کے حصص کی اس تقسیم کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اور ایک کا انحصار دوسرے پر ہے۔

سوامی باغ کی سیر

از جناب محمود الحسن صاحب آئی۔سی۔ایس۔ کرور

دیال باغ آگرہ کے نام اور یہاں کے کام سے تو اکثر احباب واقف ہونگے مگر سوامی باغ اسی قسم کا ایک اور مقام ہے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ رادھا سوامی مت کے پیشوا کی وفات پر ان کے جانشین کے انتخاب کے وقت اس مذہب کے پیروؤں میں ایسا شدید اختلاف رائے ہوا۔ کہ وہ دو گروہوں میں منقسم ہو گئے۔ ایک گروہ کے لیڈر نے تو آگرہ میں بڑی سڑک کے ایک جانب دیال باغ کی بنیاد ڈالی۔ اور صنعتی ترقی کو اپنی قوم اور ملت کا مدار نجات قرار دے کر زیادہ توجہ اقتصادی ترقی کی طرف کی۔ مگر دوسرے گروہ نے بانئ مذہب رادھا سوامی کی انتم سنسکار کی جگہ پر قبضہ کر لیا یہ جگہ سڑک کے دوسری طرف دیال باغ کے بالمقابل واقع ہے۔ اس کے گرد ایک احاطہ کھینچ کر ایک عظیم الشان عمارت بنانے کی ابتداء کی گئی ہے۔ اپنے گذشتہ سفر میں معہ چند عزیزوں کے جب میں دیال باغ کی سیر کر کے سڑک پر آیا۔ تو سڑک کی دوسری جانب ایک عظیم الشان عمارت زیر تعمیر نظر آئی۔ عصر کا وقت تھا معلوم ہوا کہ یہ سوامی باغ ہے۔ اس عمارت کی تعمیر کی ابتداء قریباً پچیس سال قبل ہوئی مگر ابھی تک پہلی منزل بھی مکمل نہیں ہوئی۔ سب سے نیچے تہ خانے کی طرز پر ایک وسیع دالان ہے۔ جس کے چاروں طرف نیم تاریک برآمدے ہیں بیچ میں شہ نشین ہے۔ جس کے تین طرف پردے ہیں اس تہ خانے میں ہر وقت ٹھنڈک اور ہلکی سی تاریکی کے علاوہ خموشی طاری رہتی ہے بیچ میں ایک تصویر آویزاں ہے جو کہ رادھا سوامی یانی مت کی ہے۔ اس کے قریب ایک جوڑی کھڑاؤں اور دیگر تبرکات رکھے ہیں۔ ایک طرف ایک آرام کرسی پڑی ہے معتقدین جو آتے ہیں وہ پہلے گروجی کی تصویر کے روبرو ڈنڈوت کرتے ہیں پھر کھڑاؤں اور کرسی وغیرہ کو آنکھوں سے لگا کر اور بوسہ دے کر دالان میں خموشی سے آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں بعض تو یونہی بیٹھتے ہیں۔ اور بعض آسن جما کر۔ یہ ان کی عبادت ہے۔ اور یہ عمارت ان لوگوں کی کلیسا ہے۔

یہاں معلوم ہوا کہ رادھا سوامی مت میں بہت سے ہندو مسلمان عیسائی بلا تفریق مذہب و ملت شریک ہیں۔ ہم نے وہاں اذان دے کر نماز عصر ادا کی۔ اس کے بعد ایک ادھیڑ عمر کے شخص سے گفتگو شروع ہوئی۔ یہ صاحب ہندو مگر رادھا سوامی مت کے پیرو تھے کہنے لگے جو کچھ اس مت میں انہیں نظر آیا وہ کہیں نہیں ملا۔ جب ان سے رادھا سوامی فلسفہ پر تبادلہ خیالات ہوا تو کہنے لگے ہماری سب سے قیمتی اور دینی متاع وہ خاص طریقۂ تصور الہٰی ہے جو کہ ہمارے گرو نے دنیا میں قائم کیا اور جس کا سب سے اہم اصول گرو کی تقلید اور اس سے عقیدتمندی ہے اور کہا کہ ایشور تک پہنچنے کے لئے گرو کی ہدایت لازمی ہے کیونکہ جب تک گرو اپنے چیلے کی روح کو سفلی اور مادی تعلقات کی خارزار وادی سے نکال کر روحانیت کے باغ میں داخل نہ کرے تب تک کامیابی محال ہے۔

میں:۔ تب تو آپ کے گروجی مہاراج عرفان الٰہی کی بہت ہی بلند منزل پر ہونگے

ست سنگی:۔ ہاں وہ بہت پہنچے ہوئے ہیں۔

میں۔ کیا ان کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے اپنی چشم بصیرت سے ایشور کے درشن کئے اور گوش ہوش سے اس کا کلام سنا۔

ست سنگی۔ اس میں کیا شک ہے

میں۔ کیا آپ کو یا دوسرے اپنے چیلوں کو گروجی نے خدا کی تجلی کی کبھی ہلکی سی جھلک بھی دکھائی۔

ست سنگی:۔ بعض ایسے ہیں جو بہت بلند مقام تک پہنچ گئے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ کامل معرفت کے لئے کم از کم دس بارہ جنموں کی مدت درکار ہے۔

میں:۔ کیا آپ لوگ تناسخ کے قائل ہیں میرے خیال میں تو حقیقی معرفت کے لئے ایک عمر انسانی کافی سے زیادہ ہے۔ ویسے تو قرب الہٰی لامحدود ہے اور انسان ابد تک قرب الہٰی کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج طے کرتا رہے گا۔

ایک آواز:۔ تم کس جستجو میں ادھر آئے ہو

میں نے اس آواز کی طرف رخ کیا تو ایک شخص نظر آیا۔ جس کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ تھی وہ ہیئت بالکل ان کشمیری قلیوں کی سی جو جلسہ سالانہ کے ایام میں قادیان میں بہ کثرت نظر آتے ہیں۔

میں۔ آپ کی تعریف

وہ:۔ میں ڈچ ہوں متلاشی حق تھا میری روح جس کے لئے تڑپ رہی تھی وہ سب کچھ یہاں مل گیا۔

میں:۔ میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ آپ سے نیاز حاصل ہوا۔ بات یہ ہے کہ اسلامی تعلیم ہے کہ جو اچھی چیز جہاں ملے اسے اختیار کر لو۔ اگر واقعی روحانی کمال یہاں حاصل ہوتا ہے۔ تو میں اس سے مستفید ہونے کو تیار ہوں۔ ورنہ جس نور درخشاں کا میں پروانہ ہوں اس سے ظلمت کدے کو منور کرنے کی کوشش کروں گا۔

ڈچ:۔ ہم بھی سب کی اچھی باتوں کی قدر کرتے ہیں۔ کبھی شمس تبریز کے کلام کا درس ہوتا ہے اور کبھی مولانا روم کی مثنوی کا۔

اتنے میں اس معبد کے اندر ہجوم ہونا شروع ہوا اور ہم باہر آئے۔ تو معلوم ہوا کہ مغرب کے وقت روزانہ گروجی تشریف لاتے ہیں اور معتقدین کو عبادت کراتے ہیں۔

میں:۔ میں آپ کے گروجی سے ملاقات کا بے حد متمنی ہوں مگر افسوس کہ آج شب کو یہاں سے روانگی ہے

ڈچ:۔ اگر آج شب کو روانگی ضروری ہے۔ تو میں اسی وقت ملاقات کرا دونگا آپ صاحبان ادھر آئیں۔

ڈچ صاحب یہ کہہ کر ہم سب کو سیڑھیوں کے قریب لے گئے اور کہا کہ آپ یہاں منتظر رہیں ذرا دیر میں ادھر ہی سے گزریں گے۔ میں ملاقات کرا دونگا۔ ادھر یکایک پھاٹک سے کار نمودار ہوئی اور سیڑھیوں کے سامنے آ کر رک گئی دروازہ کھلا اور ایک شخص قریب پچاسی سال عمر۔ لمبی سفید ریش۔ میانہ قد۔ دھوتی اور شال میں ملبوس اترے۔ اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر سیڑھیوں پر چڑھنے لگے۔ تو ڈچ صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور گروجی کے روبرو کھڑا کر کے کہا۔ یہ ہیں شری گرو مادھوجی مہاراج۔ ڈچ صاحب نے ہمارا تعارف گروجی سے یوں کرایا کہ یہ لوگ دکن اور جنوبی ہند سے آئے ہیں اور مہاراج آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

گروجی مہاراج۔ میں آپ لوگوں سے مل کر خوش ہوا۔ کیا میں آپ کی کچھ مدد کر سکتا ہوں۔

میں:۔ ہم نے سنا ہے کہ آپ بڑے باخدا ہیں اور ہم لوگوں کو باخدا انسان سے محبت ہے کیا واقعی آپ نے خدا کو دیکھا اور خدا آپ سے ہمکلام ہوا ہے

گروجی۔ تم لوگ کہاں سے آ رہے ہو اور کہاں کے رہنے والے ہو۔

میں۔ ہم لوگ پنجاب سے آ رہے ہیں اور جنوبی ہند میں رہتے ہیں۔

گروجی۔ (چونک کر) پنجاب کیا کرنے گئے تھے (اور کچھ گھبرا کر) کیا کسی کانفرنس وغیرہ میں تو نہیں گئے تھے۔

میں:۔ ہاں ہم قادیان کے خلافت جوبلی کے جلسہ میں شریک ہونے کے لئے گئے تھے۔

گروجی۔ کیا تم کو اپنے موجودہ مذہب سے اطمینان نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے تو تم میری بات مانو اور ان جھگڑوں میں نہ پڑو۔

میں:۔ ہم تو یہ سنکر آپ سے ملے ہیں کہ آپ خدا تک پہنچے ہوئے ہیں

گروجی۔ کون کہتا ہے کہ میں خدا تک

بہنچا ہوا ہوں جو لوگ ایسا خیال کرتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ مجھے مکالمہ و مخاطبۂ الٰہیہ کا شرف حاصل نہیں۔ اور نہ اس عمر کوتاہ میں یہ ممکن ہے۔ اس کے لئے کئی جنم درکار ہیں۔

میں۔ مگر یہ کیسے معلوم کہ آئندہ جنم میں آپ انسان ہوں گے۔ کیا آپ اسبات کے لئے آمادہ ہیں۔ کہ آپ کی ملاقات ایک ایسے انسان سے کرائی جائے جس کو خدا کے دربار تک رسائی ہے۔ اور جو موجودہ زمانہ میں ساری دنیا میں خدا کا محبوب ہے۔

گروجی۔ ایسی بات بالکل ناممکن ہے۔

میں۔ افسوس ہے۔ کہ آپ کی ذات کے متعلق جو کچھ بتایا گیا تھا۔ وہ درست نہیں نکلا۔ اور اس سے بھی زیادہ افسوس یہ ہے۔ کہ ہم جس باخدا انسان کی خبر آپ کو ....

گروجی (بات کاٹ کر اور ذرا خفگی سے) آپ لوگوں کا اس طرح راستہ میں گفتگو کرنا خلاف تہذیب اور قابل اعتراض ہے۔

میں۔ بے ادبی معاف۔ ہم لوگ ہرگز ایسی جرأت نہ کرتے۔ مگر یہ آپ کے ڈچ مرید صاحب نے ہمیں یہاں لاکر آپ کے روبرو کھڑا کر دیا۔

گروجی۔ (ڈچ چیلے سے مخاطب ہوکر اور چین بہ جبین ہوکر) کیوں جی کیا یہ بات ہے؟

ڈچ مرید (لرز کر) نہیں مہاراج یہ لوگ جھوٹ بکواس کرتے ہیں۔ مجھ سے انہوں نے کہا تھا۔ کہ صرف مہاراج کا روئے روشن دیکھنا چاہتے ہیں۔

گروجی (برہم ہوکر) تم لوگوں کا طریقہ سخت ناپسندیدہ ہے۔ اور میں ہرگز تم سے اور زیادہ کلام نہ کروں گا۔ خاموش رہو یہ کہہ کر گوروجی اپنے چیلوں کے جھرمٹ میں خانقاہ کی اندرونی تاریکیوں میں غائب ہوگئے۔ اور ارد گرد کے لوگ کٹیلی نگاہوں سے ہمیں دیکھتے ہوئے ادھر ادھر ہٹ گئے۔

ٹوپی ضلع مردان میں قیام لجنہ اماء اللہ

جلسہ سالانہ و جوبلی کی تقریب سے واپس آکر ٹوپی میں احمدی مستورات کی لجنہ قائم کی گئی ہے۔ ہم جناب صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رئیس اعظم ٹوپی کی ممنون ہیں۔ جنہوں نے قیام لجنہ میں مناسب راہبری اور مدد فرمائی ہے۔ قریب بیس کے ممبرات بنیں مردوں سے علیحدہ چندہ جمع کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے مقررہ چندے بھی الگ جمع کرنے کا انتظام کر لیا ہے۔ جس کا اثر مردوں کے چندے پر نہ ہوگا۔ پچھلے ماہ قریباً سات روپے چندہ جمع کیا گیا ہے۔ اور اس ماہ اس سے زیادہ کی امید ہے باقاعدہ اندراج کئے جاتے ہیں۔ دو جلسے ہو چکے ہیں۔ ارد گرد کے دیہات کی مستورات کو بھی مدعو کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ تحریک جدید میں ایک خاتون نے جو شروع سے شامل نہ تھی۔ شامل ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ جس نے کچھ حصہ ادا بھی کر دیا ہے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اور بزرگان سلسلہ سے استدعا ہے۔ کہ اس لجنہ کے لئے دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس کو مستقل اور دین کے لئے مفید بنائے اور ہر قسم کی رکاوٹوں اور سستیوں سے محفوظ رکھے۔ عہدیداران حسب ذیل ہیں۔

پریذیڈنٹ } امۃ العزیزہ بیگم صاحبہ بنت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رئیس ٹوپی۔
سیکرٹری } خاکسار نصیرہ بنت ڈاکٹر فتح الدین صاحب احمدی انچارج سول ہسپتال ٹوپی۔

خاکسار نصیرہ بنت ڈاکٹر فتح الدین صاحب ٹوپی ضلع مردان۔

ضرورت

نظارت ہذا کو ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے۔ کہ جو علاقہ پونچھ کی ایک احمدیہ جماعت میں بطور معلم کام کرے۔ معلم کی رہائش اور خوراک کا انتظام جماعت کے ذمہ ہوگا۔ اور کچھ نقد معاوضہ بھی دیا جائے گا۔ حاجتمند احباب جلد درخواستیں بھجوائیں۔ خدمت دین کا اس علاقہ میں بہت اچھا موقعہ ہے۔

ناظر تعلیم و تربیت

خریداران الفضل جن کے نام وی پی ہونگے

(گذشتہ سے پیوستہ)

مندرجہ ذیل اصحاب کا چندہ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۴۰ء سے ۲۰ مارچ سنہ ۴۰ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ یہ احباب ۷ مارچ سنہ ۴۰ء تک اپنا اپنا چندہ ارسال فرمائیں۔ یا وی۔ پی روکنے کے متعلق ۴ مارچ سے قبل اطلاع دے دیں۔ بصورت دیگر ۷ مارچ سنہ ۴۰ء کو ان کے نام وی۔ پی ارسال کر دیئے جائیں گے جنہیں وصول کرنے کے لئے احباب کو طیار رہنا چاہیئے۔ منیجر۔

۱۴۵۴۷۔ محمد یوسف صاحب
۱۴۵۶۷۔ خان عبد الرحمٰن خان صاحب
۱۴۵۸۱۔ میاں بشیر احمد صاحب
۱۴۵۸۲۔ میاں غلام سرور صاحب
۱۴۵۹۹۔ خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب
۱۴۶۱۰۔ صلاح الدین صاحب
۱۴۶۱۱۔ چوہدری شاہ نواز صاحب
۱۴۶۱۶۔ محمد بخش صاحب
۱۴۶۲۵۔ نظیر بیگم صاحبہ
۱۴۶۴۰۔ شیخ مولا بخش صاحب
۱۴۶۵۶۔ ماسٹر احمد خان صاحب
۱۴۶۵۷۔ سردار احمد صاحب
۱۴۶۷۹۔ عباس بن عبد القادر صاحب
۱۴۶۸۵۔ چوہدری سردار احمد صاحب
۱۴۶۹۸۔ چوہدری فضل الٰہی صاحب
۱۴۶۹۹۔ قاضی اللہ بخش صاحب
۱۴۷۰۷۔ محمد عبد الحق صاحب
۱۴۷۲۳۔ چوہدری مسعود احمد صاحب
۱۴۷۲۹۔ عبد القادر صاحب
۱۴۷۳۰۔ عبد الحکیم صاحب
۱۴۷۳۴۔ چوہدری خوشی محمد صاحب
۱۴۷۵۵۔ منصور احمد صاحب
۱۴۷۵۹۔ چوہدری غلام رسول صاحب
۱۴۷۶۴۔ غلام رسول صاحب
۱۴۷۹۱۔ عبد الرشید صاحب
۱۴۸۰۰۔ منشی عبد اللہ خان صاحب
۱۴۸۱۰۔ فیض محمد صاحب
۱۴۸۲۲۔ مولوی بشیر احمد صاحب
۱۴۸۲۹۔ سید سلیم شاہ صاحب
۱۴۸۳۱۔ شیخ رحمت اللہ صاحب
۱۴۸۳۸۔ نیاز احمد صاحب
۱۴۸۴۱۔ خان محمد علی خان صاحب
۱۴۸۵۱۔ قادر بخش خان صاحب
۱۴۸۶۱۔ اہلیہ ثانی قریشی صلاح الدین صاحب
۱۴۸۶۴۔ علم الدین صاحب

۱۴۸۶۴۔ مولوی قمر الدین صاحب
۱۴۸۷۲۔ ڈاکٹر فضل حق صاحب
۱۴۸۷۵۔ عبد الواحد خان صاحب
۱۴۸۸۱۔ ملک بہادر خان صاحب
۱۴۸۸۳۔ محمد یوسف خان صاحب
۱۴۸۸۴۔ محمد ایوب صاحب
۱۴۸۹۳۔ ملک ہدایت اللہ خان صاحب
۱۴۸۹۵۔ ایم موسیٰ رضا صاحب
۱۴۸۹۶۔ رشید احمد خان صاحب
۱۴۹۰۳۔ سید سعید احمد صاحب بخاری۔
۱۴۹۳۸۔ بابو محمد ابراہیم صاحب عابد
۱۴۹۴۱۔ ملک عزیز احمد صاحب
۱۴۹۴۹۔ چوہدری فقیر اللہ صاحب
۱۴۹۸۴۔ عبد الکریم صاحب
۱۴۹۸۶۔ منشی مسعود الرحمٰن صاحب
۱۴۹۸۷۔ محمد احمد صاحب
۱۴۹۸۸۔ شیخ غلام علی صاحب
۱۴۹۸۹۔ چوہدری محمد ابراہیم صاحب
۱۴۹۹۳۔ ملک کرم الٰہی صاحب
۱۴۹۹۶۔ محمد اشرف صاحب
۱۵۰۱۵۔ سید محمد حسین صاحب
۱۵۰۳۵۔ بسمل صاحب
۱۵۰۵۰۔ محترمہ ریحانہ صاحبہ
۱۵۰۵۷۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب
۱۵۰۶۴۔ ایچ اے قریشی صاحب
۱۵۰۷۴۔ سید مبشر الدین صاحب
۱۵۰۷۵۔ چوہدری سلطان علی خان صاحب
۱۵۰۷۶۔ امیر احمد صاحب
۱۵۰۷۷۔ زرداد خان صاحب
۱۵۰۸۲۔ حکیم شیر محمد صاحب
۱۵۰۸۹۔ محمد صادق صاحب
۱۵۰۹۷۔ میاں محمد ایوب شاہ صاحب
۱۵۰۹۹۔ راجہ غلام محمد خان صاحب

۱۵۱۰۲۔ ڈاکٹر خیر دین صاحب
۱۵۱۰۳۔ ملک میر احمد صاحب
۱۵۱۰۴۔ ایم عطاء اللہ خان صاحب
۱۵۱۰۵۔ عبد السلام صاحب
۱۵۱۰۷۔ ایم عبد المجید صاحب
۱۵۱۰۹۔ رادھا کرشن صاحب
۱۵۱۱۰۔ ایم محمد حسین صاحب
۱۵۱۱۲۔ منیجر صاحب
۱۵۱۱۴۔ سید بشیر احمد صاحب
۱۵۱۱۶۔ منشی محی الدین صاحب
۱۵۱۱۷۔ مولوی عبد الحق صاحب
۱۵۱۲۶۔ ماسٹر عنایت اللہ صاحب
۱۵۱۴۹۔ عبد الحق صاحب
۱۵۱۵۶۔ ملک محمد شفیع صاحب
۱۵۱۵۷۔ چوہدری رشید احمد خان صاحب
۱۵۱۶۴۔ سلطان بخش و محمد علی صاحب
۱۵۱۶۹۔ خواجہ صدیق احمد صاحب
۱۵۱۷۷۔ مستری اللہ دتہ صاحب
۱۵۱۸۰۔ قریشی فتح محمد صاحب
۱۵۱۹۴۔ سید سمیع اللہ شاہ صاحب
۱۵۲۰۰۔ شیخ عبد الحفیظ صاحب
۱۵۲۰۱۔ جلال الدین صاحب قمر
۱۵۲۰۳۔ شیخ بشیر صاحب
۱۵۲۰۹۔ خواجہ عبد العزیز صاحب
۱۵۲۱۴۔ محمد رمضان و عبد اللہ صاحب
۱۵۲۱۵۔ فتح محمد صاحب
۱۵۲۱۶۔ ایم بشیر صاحب
۱۵۲۱۸۔ خواجہ عبد الرحمٰن محمد یعقوب صاحب
۱۵۲۵۵۔ منشی عبید اللہ صاحب
۱۵۲۲۹۔ میاں لعل الدین صاحب
۱۵۲۳۰۔ سید رسول شاہ صاحب
۱۵۲۳۶۔ منشی عبد الخالق صاحب
۱۵۲۳۸۔ سید عباس صاحب
۱۵۲۳۹۔ پیر محمد اکبر صاحب
۱۵۲۴۸۔ ملک ظفر الحق صاحب
۱۵۲۶۶۔ مولوی ابو الفضل محمود صاحب
۱۵۲۷۱۔ شیخ محمد یوسف صاحب